

محترم جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب کے ساتھ

خط و کتابت کا ایک سلسلہ

﴿شوکت علی قاسمی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد سلام مسنون عرض یہ ہے کہ امید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیر و عافیت سے ہونگے، یہ فقیر آپ حضرات کا نہایت ہی شکر گزار ہے کہ آپ نے اس ناکارہ کے ایک ٹیلیفون کے درخواست پر اتنی مشغولیت کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب (صبح صادق و صبح کا ذب) ارسال فرمایا اور اس فقیر کو نہایت قیمتی معلومات سے مستفید فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس خط و کتابت کا باعث یہ بن گیا کہ چونکہ میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں درجہ تخصص فی الفقہ کا ایک طالب علم ہوں جس کی وجہ سے صبح صادق کے بارے میں احسن الفتاویٰ کی ابحاث مطالعہ سے گزریں، جس میں مفتی رشید احمد صاحب نے پرانے نقشہ جات (جن میں صبح صادق اور شفق ابیض 18 درجے زیر افق لئے گئے ہیں) کو غلط قرار دیتے ہوئے اپنی تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے 18 درجے والوں کو ڈیڑھ لائٹ (بروجی روشنی) سے مغالطہ ہوا ہے ان حضرات نے چونکہ اس روشنی کو صبح کا ذب قرار کے دیا لہذا اصل صبح کا ذب (جو کہ اسٹرونا میکل لائٹ ہے اس) کو صبح صادق قرار دیکر ایک عظیم خطا کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور اپنے اس دعوے پر تقریباً 8 متقدمین علماء کے شواہد پیش کر دئے اور ساتھ ساتھ اکابر حضرات میں سے علامتہ العصر حضرت مولانا یوسف بنوری اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں دیگر علماء کی ایک جماعت کے مشاہدات سے اپنے دعوے کی تصدیق بھی کرا دی ہے۔ ان تمام شواہد کے بعد ایک سلیم الفطرت انسان کے لئے اب کوئی شرعی مانع باقی نہیں رہتا جس کی وجہ سیوہ پرانے نقشوں کی غلطی میں تامل کرے،

لیکن ہمیں کسی طرف سے اس کے جواب میں آپ حضرات کی تحقیق کا حوالہ دیا گیا جس کی وجہ سے ہم نے آپ کی طرف رجوع کر کے آپ سے اس تحقیقی مقالے کے حصول کی درخواست کی، جس کو آپ حضرات نے قبول فرما کر ہمارے اوپر عظیم احسان کیا۔ ہم نے الحمد للہ اس کا من و عن کیساتھ مطالعہ کر کے اس سے بہت استفادہ کیا۔ آپ حضرات نے واقعی بہت طوالت کیساتھ اپنے دعوے پر دلائل اکٹھے کئے ہیں اور جگہ جگہ پر مفتی صاحب مرحوم کے دلائل سے جوابات بھی کئے ہیں، میں چونکہ اس سے پہلے احسن الفتاویٰ کا مطالعہ نہایت گہرائی کیساتھ کر چکا تھا اس لئے اس ناقص الفہم کو آپ حضرات کے دلائل سے کوئی خاص شرح صدر نہ ہو سکا۔ اس فقیر کو اپنی کم علمی اور مائیگی کا پہلے سے اعتراف ہے لہذا جناب کے استدلال پر ناقص فہم سے وارد شدہ شبہات کو ذکر کے آپ حضرات کو دوبارہ تکلیف دینے کی جسارت کر رہا ہوں امید ہے کہ آنجناب کا تحقیقی ذوق اور آپ کی حق پرستی اس فقیر کو مایوس نہیں ہونے دیں گے:

(1) احادیث اور اقوال فقہاء

جسے ص 17 پر ”ورفعها حتی یقول ہکذا“ ص 18 پر ”حتی یستطیر ہکذا“ اور ص 19 پر عبارت ”تاوقت یہ کہ اس طرح پھیل جائے“ سے یہ بات مصرح ہے کہ صبح صادق اور صبح کا ذب کا اتصال وقتی ضروری ہے حالانکہ جناب کی کتاب میں ص 29، 31 سے ثابت ہو رہا ہے کہ بروجی روشنی اور صبح صادق (18 درجے) کے درمیان کافی خاصہ وقفہ ہوتا ہے۔ اسی طرح طرح ص 58 پر اس روشنی کی مقدار 35 درجے اور ص 61 پر اس

کی مقدار 90 درجے بتایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روشنی صبح صادق سے کاجی پہلے کی ہوتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس پر شرعی صبح کاذب کی تعریف صادق نہیں آتی ہے

(2) صبح صادق کی روشنی مائل بہ سرخی ہونی چاہیے

جناب نے ص 22 اور ص 24 پر اگرچہ اسکے اندر نشانیاں یہی بیان فرمائی ہیں لیکن ہم نے اپنے مشاہدہ میں یہ نشانیاں اس (18 درجے) کے بجائے 15 درجے کے وقت میں پائی ہیں۔ مفتی رشید احمد صاحبؒ کے مشاہدات بھی اس کے خلاف ہیں اور خود جناب کے 8 مشاہدوں میں بھی یہ نشانیاں مذکور نہیں ہیں۔

(3) ص 25... تا... 28 کے موسمیات والے حوالے شرعی حجت نہیں ہیں اس لئے کہ انہوں نے یہ المانک ہی سے بنائے ہیں۔

(4) ص 29- ص 33 تک بروجی روشنی کو صبح کاذب قرار دیا ہے حالانکہ ص 31 کے مطابق اور مشاہدات کے حوالے سے یہ روشنی کافی پہلے ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ روایات اور اقوال فقہاء میں مذکور نشانیوں (جس میں کاذب اور صادق کا اتصال زمانی مذکور ہے۔) کے خلاف ہے۔ اگرچہ جناب نے ص 32 پر متقدمین کے اقوال میں اس کے اتصال کا تذکرہ بھی کیا ہے لیکن ان میں محض صبح کاذب اور صبح صادق کا بیان ہے اس کا 18 درجے کے موافق یا مخالف ہونا اس سے مستفاد نہیں ہو سکتا ہے جہاں تک صبح کاذب کے ان علامات کا تعلق ہے یہ تو 15 درجے والوں کو بھی مسلم ہیں لیکن ان کو بروجی روشنی پر منطبق کرنا یا 18 درجے سے پہلے کا قرار دینا ناقص فہم میں بلد دلیل معلوم ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ بھی اسکے خلاف ہے یعنی مشاہدے میں بروجی روشنی اور صبح صادق کے درمیان خاصہ وقفہ معلوم ہوتا ہے اور خود جناب کی کتاب میں اس وقفے کا تذکرہ موجود ہے، جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

(5) ص 34 سے بعنوان ”بیاض مستطیل بوقت اختتام“

- (i) اس میں بھی جناب نے اتصال ثابت کیا ہے۔ اس بات کو ابن قتیبہ کے حوالے سے ابن احمد سے نقل کی ہے۔ لیکن اس سے بھی معروف بروجی روشنی پر استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس میں محض صبح کاذب اور اس کی علامات کا بیان ہے۔
- (ii) آگے ص 36 برطانوی رصد گاہ کا حوالہ بھی بروجی روشنی پر صادق نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اس کی رو سے دونوں کے درمیان وقفہ 01 درجہ اور زیادہ 02 درجے کا بنتا ہے جو کہ بروجی روشنی کی دیگر تعریفوں کے خلاف ہے۔
- (iii) اسی بحث کے آخر میں ص 37 پر صرف ایک حوالہ صریح ہے، جو کہ کیمبرج یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کی طرف منسوب ہے۔

(6) ص 44 پر عنوان ”حوالہ جات تحقیقات قدیمہ و جدیدہ“

اس میں صریح ایک حوالہ البیرونیؒ کا دیا گیا ہے حالانکہ اسکی دلالت صریح بھی نہیں ہے۔ جبکہ

مفتی صاحب مرحوم نے تقریباً 8 علماء کے اقوال صراحت کیساتھ 18 درجات صبح کاذب اور 15 درجات صبح صادق کے اثبات میں نقل کئے ہیں۔

(i) قال فی التصریح..... اول صبح الکاذب و آخر الشفق ثمانية عشر درجة (تصریح ص 69)

(ii) وفي حاشية ابی الفضل محمد حفيظ الله على التصريح واعلم ان المراد من الا انحطاط..... وهو قدر ثمانية عشر

ه درجة..... وهذه المجموع الصبهيں الصادق والكاذب... (التصریح ص 69)

(iii) وفی شرح الجغمینی ففی بلد یكون عر ضه اقل من تمام الیل بشما نية عشر جزءاً یتصل الشفق با لصبح الكاذب (شرعی جغمینی ص 175)

(iv) ونقل العلامة البر جندی جی شرح جغمینی (قوله اذا كان انحطاط الشمس ثمانیة عشر جزءاً) هذا هو المشهور ووقع فی بعض كتب ابی ریحان انه سبعة عشر جزءاً أو قیل انه تسعة عشر جزءاً وهذا فی ابتداء الصبح الكاذب (شرح جغمینی ص 175)

اس سے آگے اگر چہ صبح صادق کا وقت قیل کیساتھ مذکور ہے لیکن یہاں 18 درجات کے انحطاط شمس کو صبح کاذب قرار دے دیا ہے اس کے علاوہ 17 اور 18 درجات کے اقوال کو (صبح کاذب کیلئے) قیل کیساتھ ذکر کئے ہیں۔

(v) بست باب محقق طوسی کے شرح میں لکھا ہے: 'اذا صارت الشمس قریبة بقدر ثمانیة عشر جزءاً (الی) یر البیاض الطویل فی جانب المشرق هو یسمی بالصبح الكاذب کان کون الافق بعده مظلماً یکذب کونه نور الشمس والمنتشر فی الافق بعده بزمان یسمی بالصبح الا صادق لکونه اصدق ظهوراً من الاول قیل ابتداءه حین انحطاط الشمس خمسة عشر جزءاً (تحفة اولی الاباب)

(vi) اعلم انه قد علم بالتجربة ان اول الصبح الكاذب انما یكون اذا كان انحطاط الشمس من الافق الشرقي ثمانیة عشر جزءاً (شرح لم بر حاشیہ بست باب)

(vii) شیخ خلیل کالمی نے علامہ آفندی کے رسالہ کے حاشیہ پر لکھا ہے: ان التفاوت بین الفجرین و کذا بین السفقین الاحمر والابيض انما هو بثلاث درج (شامیہ ج 1 - ص 233)

(viii) بدانکہ صبح دوباشد کیلئے کاذب (الی قولہ) دوم صبح صادق وآں روشنی نہار در افق شرقی باشد ہنگام انحطاط آفتاب پانزدہ درجہ قسا لہ البر جندی (حاشیہ مالا بدمنہ ص 29)

یہاں پر اگرچہ مفتی صاحب نے البیرونی کا حوالہ دیکر 18 درجات کو صبح کاذب قرار دیا ہے کیونکہ ماہرین فن مطلق صبح یا فجر کو ذکر کر کے اس سے پہلا فجر یعنی کاذب مراد لیتے ہیں۔ لیکن جناب نے اس پر کلام کر کے البیرونی کا حوالہ صبح صادق کیلئے دلیل ٹھہرائی ہے لیکن ہم یہاں پر اس سے قطع نظر کر کے جناب کی خدمت میں صرف یہ عرض کر رہے ہیں کہ مذکور بالا اقوال متقدمین کی کیا حیثیت ہے.....؟

(7) عنوان ”درجات انخفاض شمس زیر افق“ بوقت صبح صادق و کاذب (ص 51) کے تحت:

(i) ایک قول ص 52 علامہ سبط الماردینی کا نقل کیا ہے اس میں ایک تو اقوال مختلف ہیں یعنی 16 تا 20 دوسری بات اس میں کاذب اور صادق کی صراحت مذکور نہیں ہے۔

(ii) ص 53 پر علامہ شامی کے قول سے استدلال کو جناب نے سراسر مغالطہ قرار دیا ہے ناقص فہم میں یہ بلا دلیل معلوم ہوتا ہے۔

(iii) رسالہ ”امر الاستخراج“ اور ”توضیح الافلاک“ حجت نہیں ہیں۔

(iv) (محقق) طوسی کا حوالہ جناب کے مدعا پر صراحت کیساتھ دال نہیں ہے۔ ص 53 پر اسکو سراسر غلط فہم قرار دینا درست نہیں ہے۔ باوجود اس

کے کہ مفتی صاحب نے اس بست باب کے شرح کا حوالہ (دربارہ صبح صادق و کاذب) صراحت کیساتھ نقل کیا ہے ”اذا صارت الشمس قریباً بقدر ثمانیۃ عشر جزءاً (الی) یری البیاض الطویل فی جانب المشرق هو یسمی بالصبح الکاذب کان کون الافق بعدہ مظلماً یکذب کونہ نور الشمس والمنتشر فی الافق بعدہ بزمان یسمی بالصبح الا صادق لکونہ اصدق ظهوراً من الاول قیل ابتداء ہ حین انحطاط الشمس کمسۃ عشر جزءاً۔“

(8) تحقیقات جدیدہ

- (i) نارٹھ اسٹارٹلس سے اقتباسات: ان میں ایک اقتباس بھی بروجی روشنی کے حوالے سے شرعی صبح کاذب پر صادق نہیں آتا۔
- (ii) انسٹرنیشنل ڈکشنری آف جیو فزکس: اس میں ص 58 پر اس روشنی کا زاویہ 35 درجہ بھی بتایا ہے لہذا اس سے صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان اچھا خاصہ وقفہ لازم آتا ہے اور اس کا شرعی صبح کاذب کے خلاف ہونا ناقص فہم کے مطابق اور پرگز رچکا ہے۔
- (iii) انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا سے اقتباسات: ص 61 پر لکھا ہے ”بروجی روشنی..... عموماً سورج سے 90 درجے کے فاصلہ پر بالکل کلی طور پر غیر مرئی ہو جاتی ہے۔ اس سے تو بہت زیادہ وقفہ بین الصبح الکاذب والصبح الصادق لازم آتا ہے۔“
- (iv) ریڈرڈ انجسٹ انسائیکلو پیڈیا سے اقتباسات: ص 63 اس میں درجات کی کوئی مقدار ذکر ہی نہیں ہے جس سے اس (بروجی) روشنی اور صبح صادق کے درمیان اتصال یا عدم اتصال معلوم ہو جائے۔ لہذا تحقیقات جدیدہ کی رو سے یہ بروجی روشنی شرعی صبح کاذب پر صادق نہیں آتی ہے ۱۲

(9) تعیین مواقیت الصلوۃ ای زمان ومکان علی سطح الارض (ص 74)

اس بحث میں جناب نے ڈاکٹر حسین کمال الدین صاحب کے حالہ جات 18 درجے کے اثبات میں دئے ہیں، لیکن ڈاکٹر صاحب کا یہ رائے خود بخود دلیل ہے چہ جائیکہ وہ دوسروں پر حجت ہو جائے۔ قطع نظر اس سے کہ ڈاکٹر صاحب کی رائے حجت ہے یا نہیں اسی طرح ایک اور ڈاکٹر کمال ابدالی صاحب (امریکہ) بھی ہیں جنہوں نے صبح صادق اور شفق ابیض میں 18 کی بجائے 15 درجے کو رائج قرار دیا ہے اور اس پر امریکہ میں باقاعدہ عمل ہو رہا ہے (یہ بات انجمنیر بشیر احمد بگوی صاحب نے 18 درجے کی بنیاد پر اسلام آباد کیلئے بنائے ہوئے نقشے میں لکھی ہے) ڈاکٹر کمال ابدالی صاحب کا یہ (15 درجے کا) اعتبار سید بشیر احمد صاحب کا کاخیل نے کتاب ”المؤذن“ میں لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں: ”محترم ڈاکٹر کمال ابدالی کا کمپیوٹر پروگرام ملا تھا، احقر نے اس میں کچھ ضروری ترمیم کیں..... (الی ان قال)..... دوسری طرف صبح صادق کیلئے درجہ زیر افق 15 کی بجائے 18 درجے تکھی گئی۔ (المؤذن ص 168) فہم ناقص میں یہ بات آتی ہے کہ اگر ڈاکٹر ابدالی صاحب کی تحقیق معتبر نہیں ہے تو اسی طرح ڈاکٹر حسین کمال الدین صاحب کی بات بھی غیر معتبر ہونی چاہیے۔“

(10) مشاہدات ص 75.... تا.... ص 85

ان مشاہدات میں صرف نمبر 3 اور نمبر 7 میں صبح کاذب کا تذکرہ موجود ہے باقی اس کے علاوہ اور مشاہدات میں صرف یہ لکھا ہے کہ ہم نے سمجھا کہ صبح صادق طلوع ہو گئی اس میں صبح صادق کی سرخی مائل روشنی کا تذکرہ نہیں ہے۔

یہ فقیر جناب اور ان کے رفقاء مشاہدہ پر یہ گمان ہرگز نہیں کر سکتا کہ یہ حضرات صبح صادق کو نہ پہچان سکیں اور یوں صبح کاذب کو صبح صادق قرار دے دیا اگرچہ ان مشاہدات میں صبح کاذب کا نظر نہ آنا یا صبح صادق کی رویت میں سرخی مائل روشنی کا عدم تذکرہ اس حقیقت کو مشتبہ بنا دیتا ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے قائلین 18 درجات کے مشاہدات کو مغالطے کا شکار قرار دئے ہیں۔ یہ فقیر (قطع نظر اس سے کہ یہ مشاہدات غلط ہیں یا

ٹھیک) یہ عرض کر رہا ہے کہ اکابر حضرات کی نگرانی میں 10، 11 جید علماء کا باقاعدگی سے تین دن مشاہدات (جو احسن الفتاویٰ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے اپنے قلم سے تحریر ہے) کے عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے.....؟

(11) مفسرین و محدثین و فقہاء کے اقوال (ص 86)

یہ تمام روایات جناب کے خیال میں بھی قائلین 15 درجے والوں کے نزدیک بھی مسلم ہوگی، اس میں 18 یا 15 والوں میں سے کسی کیلئے بھی دلیل نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ ہر فریق اپنے درجات (18 یا 15) کے موافق اپنے مشاہدات ان روایات میں مذکور نشانیوں پر منطبق کر دیں جس کا مشاہدہ ان روایات میں بیان شدہ نشانیوں کے موافق ہو اس کی فنی تحقیق درست ہوگی اور جس کا مشاہدہ ان کے خلاف ثابت ہو اس کی تحقیق غلط۔ لہذا اس اعتبار سے جناب کا اپنے دعوے کے اثبات میں ان روایات کو نقل کرنا چنداں مفید معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ فہم ناقص میں ایک بات آرہی ہے کہ اور وہ یہ کہ جناب نے ص 121 پر 18 درجے کے مطابق صبح صادق کو (ظاہراً) دو حصوں (اور حقیقتاً ایک حصے) میں منقسم کی ہے ایک (صبح صادق کی) روشنی کا ظہور، دوسرا اس (روشنی) کا پھیلاؤ۔ ان دونوں کو ملا کر اس مجموعے کو صبح صادق قرار دیا ہے اور صبح صادق کے (ظاہری طور پر) اس کیفیت کو قائلین 15 والوں کے مشاہدے کے مغالطے کا سبب بتلایا ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ ان روایات سے البتہ قائلین 15 والے استدلال کر سکتے ہیں کہ ان میں ”الفجر الصادق المعترض“، ”الفجر الصاقل المستطير المنتشر في الافق سريعاً، وهو البياض المنتشر المستطير وغيره الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ روشنی وہ معتبر ہے جو پھیلنے لگ جائے اگر پھیلی ہوئی نہیں ہے تو محض ظہور غیر معتبر ہے ہاں وہ ظہور جو روشنی پھیلنے سے متصل پہلے نمودار ہو جائے وہ اس کا حصہ ہے وہ معتبر ہوگا لیکن قولہ المنتشر سریعاً کے بموجب اس کو جلدی ہی پھیل جانا چاہیے اگر اس کا ظہور غیر مستطیر صورت میں ہوا اور اب اسی حال میں اس پر 10، 15 منٹ گزر جاتے ہیں تو اس صورت میں یقیناً یہ صبح کاذب کہلائیگا، اب اگر اس پہلی روشنی سے جناب کی مراد ”متصل پہلے“ ہے پھر تو صحیح ہے اور اگر اس سے مراد متصل پہلے کی بجائے کچھ وقفہ پہلے کی غیر مستطیر روشنی ہے تو اس صورت میں یہ اقوال قائلین 15 والوں کے مستدللات بن جائینگے نہ کہ 18 درجے والوں کیلئے۔ کیونکہ روشنی کا وہ مجموعہ جس کا پھیلاؤ اس کی اونچائی سے زیادہ نہ ہو وہ صبح کاذب کی نشانی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کو مفتی صاحب نے صبح کاذب قرار دیا ہے کہ اس وقت یہ روشنی جلدی پھیلنے کی بجائے عموداً کی رہتی ہے، اگر واقعی جناب کے نزدیک بھی یہ روشنی کچھ وقفہ کے بعد پھیلتی ہے تو جناب اس کا دورانیہ متعین فرما دے لیکن اس صورت میں یہ چونکہ انشائریع کیساتھ موصوف نہیں ہوگی لہذا اس صورت میں اس پر صبح کاذب کی تعریف صادق آئیگی۔ اسی طرح انہی روایات کی روشنی میں الفاظ ص 17 حتیٰ یقول ھکذا و فرج بین اصبعیہ“ اور ص 18 پر حتیٰ یستطیر ھکذا“ اور ص 19 یہ عبارت ”تا وقت یہ کہ اس طرح پھل جائے“ ان عبارات روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صبح کاذب پورا سال صبح صادق سے پہلے ظاہر ہوگا ورنہ ”حتی“ بے معنی ہو جائے گا۔ آخر میں عرض ہے کہ یہ فقیر اس میدان میں آنجناب کیساتھ بحث و مباحثہ کا قطعاً نہ اہلیت رکھتا ہے اور نہ اس قسم کی احاث کا ذوق ہے۔ چونکہ جناب کے مقابل ایک مفتی صاحب (جو ایک ماہر جن ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر فی الشریعت شخصیت) بھی ہیں اسی وجہ سے انکے تحقیقی مقالہ پڑھنے کے سبب جو سہمات بصورت سوالات یا بصورت اعتراضات ناقص فہم میں وارد تھی انکو محض حل ہونے کی خاطر آنجناب کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ حجرت کا شفیق مزاج اور محققانہ ذوق اس فقیر کو ان استفسارات کے جوابات سے محروم نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور انکی تمام تر سعی اور کوششیں دین حق کی سر بلندی کیلئے قبول فرما کر امت مسلمہ کیلئے راہ ہدایت کا زریعہ بنائے آمین یا رب العالمین بحرمتہ

از پروفیسر صاحب:

(یہ پروفیسر صاحب کی طرف سے پہلے خط کا جواب ہے)

مکرم و محترم جناب حضرت مولانا شوکت علی صاحب..... السلام علیکم مزاج گرامی !!!

جناب کا ارسال کردہ محبت نامہ اور کتاب کا پیکٹ ملا۔ جی چاہا کہ کچھ تفصیلی گفتگو اس موضوع پر ہو جائے۔ اس خیال کے پیش نظر یہ چند سطور حاضر خدمت ہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن بیارہ علماء کرام کا صبح صادق کے مشاہدات کے سلسلے میں تذکرہ کیا جاتا رہا ہے وہ سب کے سب انتہائی سنجیدہ۔ مخلص۔ متقی۔ دیندار۔ اللہ والے۔ صاحب بصیرت اور ہم سے کہیں زیادہ اللہ رب العزت سے ڈرنے والے تھے۔ ان کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ وہ جھوٹے۔ اور غیر ذمہ دار تھے۔ ان پر سراسر الزام ہے۔ انہوں نے مشاہدات کے بعد کیوں اور کس طرح رجوع کیا۔ علماء کرام اس امر سے بھی پوری طرح کوب واقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے اپنی پوری تسلی کے بعد۔۔۔ ماہرین فن سے بحث و تحقیق کے بعد۔۔۔ مکمل تحقیق و تفتیش کے بعد۔۔۔ تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔۔ اپنے اکابرین اور اسلاف کی روش کو اختیار کرتے ہوئے۔۔۔ رجوع کرنے کو اپنی عین سعادت سمجھ کر اس بات سے رجوع کا اعلان فرمایا تھا۔ ہمیں یا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے بارے میں یوں خیال کریں کہ ان مخلص اللہ والوں نے کسی کو دھوکہ دینے کے لئے یا کسی سے عداوت کی وجہ سے رجوع کا اعلان کیا تھا۔

محترم جناب۔ صرف آپ کی تشفی کے لئے اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ:

گیارہ علماء کرام صبح صادق کا مشاہدہ کرایا گیا تھا:

﴿1﴾ ان حضرات کی تحریر سے یہ بات عیاں ہے کہ ان حضرات کو اس وقت کا مشاہدہ کرایا گیا تھا جب سورج زیر افق 15 درجہ پر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ۔۔۔ طلوع آفتاب سے پہلے جب سورج 15 درجہ زیر افق کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔ اس وقت اس قدر دن نکل آتا ہے کہ ہر شخص اس وقت کے اجالے۔ سعود و اسفار کو دیکھ کر آسانی سے یہ بیان دے دیگا۔ کہ صبح ہوگئی۔

ان حضرات نے بھی اس لمحہ روشنی کو دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا۔۔۔ کہ صبح تو ہوگئی۔ انہوں نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تھا (خیال رہے کہ طلوع آفتاب سے قبل سورج پہلے 18 درجہ پر آتا ہے پھر 15 درجہ پر آتا ہے۔)

15 درجہ پر سورج کے پہنچ جانے پر اس قدر روشنی کا پھیلاؤ۔ اسفار و سعود ہوتا ہے کہ ضعیف سے ضعیف آنکھ بھی محسوس کر لیتی ہے کہ کن نکل آیا۔۔۔۔۔ 18 درجہ پر جب سورج پہنچتا ہے اور پو پھٹتی ہے۔۔۔۔۔ تو یہی وہ لمحہ ہے جس وقت خط ابیض اور خط اسود میں امتیاز کیا جاسکتا ہے۔۔۔ اس لمحہ کو جن کی نگاہیں صبح صادق کے آثار سے مانوس ہوتی ہیں۔۔۔ عموماً وہی اس کا ادراک کر سکتی ہیں۔ اس کے بعد دن کے اجالے میں بتدریج اضافہ ہو تا ہی چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب سورج 15 درجہ زیر افق کی حد تک پہنچتا ہے تو اس قدر روشنی پھیل جاتی ہے کہ ہر شخص کے لئے یہ کہنا آسان ہوگا کہ دن نکل آیا

﴿نمبر 2﴾ کاش ان حضرات کو اس وقت کا بھی مشاہدہ کرایا جاتا تھا جب سورج 18 درجہ زیر افق پر تھا۔ اس سے قطعی بات واضح ہو جاتی۔ کہ صبح صادق 15 پر۔ یا۔ 18 درجہ پر کس کس پر نمودار ہوتی ہے۔ مگر وہاں تو قصہ ہی دوسرا تھا۔۔۔ زیر افق 18 درجہ کے لمحہ کو یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ تو صبح کا ذب کا وقت ہے اس کے مشاہدہ کی کیا ضرورت ہے۔

اس لمحہ کو قطعی نظر انداز کیا گیا۔ اور مشاہدہ کی ضرورت تک محسوس نہیں کی گئی۔۔۔ حالانکہ یہی وہ وقت ہے جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان گیارہ علماء کرام کی جماعت کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ یہ 15 درجہ اور 18 درجہ کا کیا چکر ہے۔ یہ حضرات ان فنی باتوں سے بھی قطعی ناواقف تھے۔۔۔ اور نا ہی ان حضرات کو معلوم تھا کہ یہ مقدمہ بن جائے گا۔

اگر مشاہدہ میں یہ گیارہ علماء کرام کی جماعت زیر افق 18 درجہ کے لمحہ کا مشاہدہ کر لیتے اور اس لمحہ پر صبح کاذب کا مشاہدہ کر کے ایک بیان بھی دے دیتے تو مزید کسی وضاحت کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔ مگر واللہ عالم کیوں اس کے مشاہدہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ کاش ان حضرات کو اس وقت (18 درجہ کے لمحہ) کا بھی مشاہدہ کرا دیا جاتا اور وہ اسہی وقت طے فرما دیتے کہ اس لمحہ صبح کاذب کی کوئی علامات نہیں ہیں۔۔۔۔۔ کیونکہ اس لمحہ کسی قسم کی صبح کاذب کی علامات ہوتی ہی نہیں ہیں۔ الحمد للہ اس کے مشاہدہ کا بعد میں اہتمام ہوا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور دارالعلوم کورنگی کے جید علماء کرام نے خود مشاہدات کئے اور دلی اطمینان حاصل کیا کہ 18 درجہ کے لمحہ پر ہی صبح صادق ہوتی ہے (اس کی تفصیلات صبح صادق و صبح کاذب میں مشاہدات اور اس کے نتائج میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں)۔

﴿نمبر 3﴾ آج کا دور کمپیوٹر کی مدد سے اگر ہم زوڈیاکل لائٹ (بروجی روشنی) (SEARCH) ZODIACAL LIGHT سرچ کریں تو کم از کم گیارہ سو (1100) سے زائد اس عنوان پر ایسے مضامین ان ماہرین فلکیات کے ملیں گے جنہوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ 18 درجہ زیر افق تک سورج کے صبح کے وقت پہنچنے سے پہلے ایک ایسی روشنی نمودار ہوتی ہے جس کی شکل و شباهت عین بھیڑے کے دم کی مانند ہوتی ہے۔ ٹکنوئی۔ مخروطی ہوتی ہے۔ (اس سلسلے کے با شمار مضامین رسائل وغیرہ میں چھپ چکے ہیں) نمونے کے طور پر چند (SEARCH) سرچ کریں۔ آپ خود اس کی فائل ملاحظہ فرمائیں۔ یہی ہے صبح کاذب۔

﴿نمبر 4﴾ طلوع آفتاب سے پہلے جب سورج زیر افق 18 درجہ کی حد کو چھوتا ہے اس لمحہ کو فلکیات میں اسٹرونومیکل ٹیو لائٹ کی ابتداء کا وقت کہا جاتا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جب پو پھٹتی ہے۔۔۔ رات میں سے دن نکل آتا ہے۔۔۔ سلسل دن کے اجالے میں بتدریج اصفافہ ہوتا ہی چلا جاتا ہے۔ مشرقی افق پر روشنی اس طرح افقی سمت میں پھیلتی ہے گویا اگر مشرقی سمت اس روشنی کو دیکھیں تو یہ دائیں بائیں ہاتھ کی سمت میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس لمحہ روشنی نا تو مخروطی ہوتی ہے اور نا بھیڑے کے دم کی مانند۔۔۔ (مشورے کے طور پر عرض ہے کمپیوٹر کی مدد سے اگر ہم اسٹرونومیکل ٹیو لائٹ ASTRONOMICAL TWILIGHT کو (SEARCH) سرچ کریں تو کم از کم آپ کو دو ہزار (2000) سے زائد اس عنوان پر ایسے مضامین ان ماہرین فلکیات کے ملیں گے جنہوں نے نا صرف اس عنوان پر مضامین لکھیں ہیں بلکہ بے شمار اس کی تصاویر بھی محفوظ کی ہیں۔ اور صاف صاف لکھا ہی کہ یہ روشنی طلوع آفتاب سے پہلے جب سورج زیر افق ۸۱ درجہ کی حد کو چھوتا ہے تو مشرقی افق پر صبح کے وقت افقی حالت میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسرا سے پہلے زوڈیاکل لائٹ (بروجی روشنی) AODIACAL LIGHT وہ روشنی نظر آتی ہے جسے ”FALS DAWN“ صبح کاذب کہا جاتا ہے۔

زوڈیاکل لائٹ (بروجی روشنی) AODIACAL LIGHT عین صبح کاذب کے مماثل ہوتی ہے اس کی شکل و صورت نکلنے کا وقت مخروط نما شکل با لکل صبح کاذب جیسی ہوتی ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

﴿نمبر 5﴾ جناب کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ مجھے بذات خود حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب مرحوم (خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) نے یہ واقعہ مختلف مجالس میں دو مرتبہ یوں مجھے سنایا تھا۔۔۔ یوں ارشاد فرمایا تھا:

فرما رہے تھے کہ (وہ) ڈاکٹر صاحب خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی خدمت میں موجود تھے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نے ٹیلیفون پر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب سے معری موجودگی میں رابطہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ مفتی صاحب میں نے رجوع کر لیا۔ آپ بھی رجوع فرمائیں۔ اس پر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ میں نے بہت محنت کی ہے یہ جواب سن کر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ اچھا۔۔۔ بس۔۔۔ ہذا فراق بنی و بینکم اس واقعہ کو میں نے اس لئے یہاں عرض کیا تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ ان حضرات نے اگر رجوع کیا تھا تو حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب سے رابطہ بھی کیا تھا.....

1- بندہ ایک جغرافیہ کا طالب علم ہے۔ اور مجھے قطعی عربی نہیں آتی۔ عربی عبارات کا ترجمہ محقق علماء کرام سے اس ناچیز نے کرا کر اس کتاب میں شامل کیا تھا۔

2- امداد الاحکام میں جو صبح کاذب کا وقت اٹھارہ درجہ لکھا ہے۔ اس کی بنیاد شرح چغیمینی ہے۔ جبکہ ہمارے دعویٰ کی بنیاد ہمارے اپنے مشاہدات اور دیگر سینکڑوں حوالے جات ہیں۔ اتنی بات کہ صبح کاذب اور صبح صادق میں (3) درجات کا تفاوت ہے اسے میں بھی مانتا ہوں۔ باقی اس کے نتیجہ میں امداد الاحکام میں جو درجہ ہیں کہ صبح کاذب (18) پر اور صبح صادق (15) درجہ پر۔ اس کی بنیاد بھی شرح چغیمینی کی عبارت ہے۔ مزید عرض خدمت ہے کہ ہماری اس ساری کاوش کا مدعا یہ تھا کہ صبح صادق کب ہوتی ہے۔ اس لئے ہم نے صرف اپنے مقصد کی بات کا ذکر ضروری سمجھا۔

3- اٹھارہ درجہ زیر افق کے وقت روشنی کے مدہم ہونے یا واضح ہونے کو ذکر کرنے میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف علاقوں میں (مختلف طول البلد پر، مختلف موسموں میں، مختلف فضاء میں صورت حال مختلف ہوتی ہے) اس کا تعلق مبصر کی قوت بصارت پر بھی ہوتا ہے۔

4- جہاں یہ لکھا ہے کہ اہرام کی شکل و صورت والی برجی روشنی پھیلتے پھیلتے 17 درجہ تک پہنچتی ہے۔ اس کا ہمارے اصول پر دعویٰ سے تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنی دتاب میں مختلف لوگوں کے حوالے نقل کئے ہیں۔ ہر بات ہماری اپنی نہیں ہے کہ جس کو بنیاد بنا کر اصل دعویٰ سے متضاد سمجھا جائے۔

5- فرمائیے۔ امداد الاحکام میں اپنے ذاتی مشاہدہ میں لکھا ہوا ہے کہ ان حضرات نے (غروب آفتاب کے بعد) 18 درجہ کے بعد ایک ستون کا مشاہدہ کیا۔ 18 درجہ کے بعد ایک ستون کا مشاہدہ یہ بہت اہم ہے۔ کیونکہ صبح کاذب کی جو علامات مذکور ہیں۔ ان کے مطابق صبح کاذب ایک ستون، اہرام، بھیڑنے کی دم کی طرح ہوتی ہے۔ جو شکلیں بعد غروب آفتاب ہوتی ہیں وہی شکلیں (برعکس) صبح کے وقت ہوتی ہیں۔ جس ستون کا بعد غروب آفتاب (18 درجہ کے بعد) مشاہدہ ان حضرات نے کیا تھا۔ ایسا ہی ستون صبح کے وقت 18 درجہ سے پہلے نظر آتا ہے۔ یہی تو صبح کاذب ہے جو ستون کی شکل میں 18 درجہ سورج کے پہنچنے سے پہلے پہلے نظر آتا ہے۔ اس کو نظر انداز کر دیا۔ 18 درجہ کے بعد (بعد غروب آفتاب)۔ اور صبح کو 18 درجہ سے پہلے یہ ستون نظر آتا ہے۔ 18 درجہ پر کبھی نظر نہیں آتا۔ اگر 18 درجہ پر نظر نہیں آتا تو ذرا سوچئے۔ 18 درجہ پر صبح کاذب کہاں سے ہوگئی۔

6- اس ناچیز نے ایک استفتاء علماء کرام کی خدمت میں غیر معتدل علاقوں کے بارے ارسال کیا تھا۔ اور سارے کوائف غیر معتدل علاقوں کے لکھ کر وہاں کے حالات کا ذکر کیا تھا:

پاکستان کے بے شمار بڑے بڑے دینی جامعات کو احقر نے یہ سوال نامہ بھیجا تھا۔ جب کہیں سے جواب نہ ملا تو احقر نے نظام الدین دہی حضرت مولانا محمد عمر پالنپوریؒ کی خدمت میں یہ استفتاء روانہ کیا۔ مولانا نے اس پر مطا ہر العلوم سہارنپور سے فتویٰ حاصل کیا۔ جو فتویٰ موصول ہوا تھا وہ ماہنامہ

بینات میں حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ نے فوری طور سے شائع کر دیا تھا۔ اس پر ایک فتویٰ دارالعلوم دیوبند سے بھی وصول ہوا تھا۔ اس میں جو چند جداول احقر نے مرتب کئے تھے وہ استفتاء فتویٰ اور تمام جداول (احقر کی کتاب عالمی نقشہ اوقات نماز) میں بھی شائع ہو چکے ہیں اس کے چند صفحات اس خط کے ہمراہ جناب کی خدمت میں حاضر ہیں۔

یہ صفحات اس خیال سے پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ اندازہ لگالیں کہ آدھی دنیا میں ایسے علاقے ہیں جہاں نہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے نہ صبح کاذب اور بہت سے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں نہ سورج طلوع ہوتا ہے اور نہ چھ ماہ تک غروب۔ تو ان خطوں میں صبح صادق اور صبح کاذب میں اتصال یا متصل یا فصل کا ہونا یا نہ ہونا بے معنی ہے۔ نیز ماہرین فلکیات اس بات سے بھی واقف ہیں کہ یہ فصل کا تفاوت کن کن عوامل کی وجہ سے مختلف عرض البلد پر مختلف ہوتا ہے اور کیوں ہوتا ہے یہ پورا فن ہے جس کے سمجھنے اور سمجھانے کی اس موقع پر گنجائش نہیں ہے

7- اللہ رب العزت کا فرمان قرآن شریف میں واضح الفاظوں میں لکھا ہے (کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ خط ابیض و خط اسود فجر کے وقت متمیز نہ ہو جائیں) مہربانی فرما کر اس ناچیز سے اس سلسلے میں ہو سکے رابطہ فرمائیں۔ میری خواہش ہے کہ ایک جغرافیہ کے طالب علم کی حیثیت سے اس عنوان پر آپ سے تبادلہ خیالات بھی کروں۔ جو کچھ میں سمجھ سکے آپ کی خدمت میں عرض کروں اور میں کچھ سیکھ سکوں۔ یا کبھی آئندہ کراچی تشریف آوری ہو تو شرف ملاقات بخشیں۔ تاکہ سیر حاصل تبادلہ خیالات ہو سکے۔ کوئی بات ناگوار رگزری ہو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ کار لائقہ سے یاد فرمائیں

(انشاء اللہ باقی آئندہ)

احقر عبداللطیف 5.C 19\4, NAZIMABAD, Karachi .74600

(یہ ناچیز، قاسمی، کی طرف سے دوسرا خط، جوابی)

از طرف شوکت علی قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

محترم و مکرم جناب پروفیسر عبداللطیف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی !!!!

جناب والا کا جوابی ارشادات پر مشتمل ارسال کردہ محبت نامہ موصول ہوا، جس کے اندر حضرت نے اس فقیر سے جوابی رابطے کا مطالبہ تحریر فرمایا ہے۔ یہ ناچیز اس قابل تو نہیں ہے کہ جناب جسے ماہرین فن سے اس موضوع پر مناظرانہ بحث و تہمیت کر سکے۔ مگر آنجناب کا حکم ہے اس لئے باوجود اس بے بسی کے حکم کی تعمیل کو سعادت سمجھ کر حضرت کی خدمت میں بزرگوں کے اقوال و تحقیقات کی روشنی میں چند معروضات ہدیہ نظر کر رہا ہوں:

﴿۱﴾ ہم نے جناب کی خدمت میں (جناب کی کتاب) ”صبح صادق و صبح کاذب“ کے استدلالات سے متعلق تقریباً 11 مقامات پر وارد شدہ

شبہات و اعتراضات ارسال کئے تھے اور یہ تمام مقامات جناب کی کتاب کے اصل دلائل پر مشتمل ہیں۔ اور وجہ ان استفتارات کی یہ تھی کہ اس پر جناب کا دعویٰ (یعنی صبح صادق 18 درجات کے وقت ظاہر ہونا) موقوف تھا۔ چونکہ کسی دعویٰ کے اثبات میں پیش کردہ دلائل کا معارضہ سے سالم ہونا ضروری ہوتا ہے تو اسی بنیاد پر جناب کے پیش کردہ استدلالات پر وارد شدہ شبہات کو جناب کی خدمت میں بھیج دئے گئے۔ لہذا اصولی طور پر اپنے دعوے کے اثبات کیلئے آنجناب پر تو یہ لازم تھا کہ ان تمام شبہات و اعتراضات کی وضاحت فرما کر اپنے استدلالات کو کسی بھی جرح و تنقید سے مسلم پیش کرتے۔ مگر آنجناب نے اس کے برعکس چند ایک کے علاوہ کسی کی طرف یا تو تعرض نہیں فرمایا اور یا تعرض کرتے ہوئے بجائے دلیل پر وارد شدہ شبہ کے اسی نوع کے مزید دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً صبح کاذب پر برو جی روشنی کی دلالت پر وارد شدہ اعتراض کے جواب میں حضرت کی طرف سے کمپیوٹر کے ذریعے search کا مشورہ دینا اسی قبیل سے ہے۔ چونکہ نزاع تو پیش کردہ عبارت کی صورت میں دلیل کے وجود اور عدم وجود میں ہے ہی نہیں جس کیلئے ثبوت کے طور پر اسی قسم کی مزید عبارات ملاحظہ کیا جائے بلکہ اصل شبہ تو پیش کردہ عبارات کی دلالت پر وارد ہے کہ وہ ہمارے نزدیک زیر بحث موضوع پر دال ہی نہیں ہیں لہذا ضرورت یہ تھی کہ پیش کردہ عبارات کی دلالت صراحتاً ثابت کیا جائے نہ یہ کہ اس کیساتھ اور دلائل کا اضافہ کیا جائے۔

﴿۲﴾ آنجناب نے تمام تر زور و وضاحت ”بزرگوں کی مشاہدات“ پر دیا ہے۔ اس پر تفصیلی کلام انشاء اللہ آگے عرض کیا جائے گا۔

﴿۳﴾ نمبر ۳ اور نمبر ۴ میں دوبارہ جدید سائنسدانوں کے حوالوں سے ڈوڈیکل لائٹ اور اسٹرونومیکل لائٹ کی بحث تحریر فرمائی ہے۔ حالانکہ اس جوابی بحث میں ماسوائے اس کے کہ جدید حوالے پہلے کی بنسبت زیادہ ہو جائینگے، اور کوئی معتد بہ فائدہ نہیں ہے۔ ہم نے جناب کی خدمت میں جو سوالنامہ ارسال کیا تھا اس کے اندر اس بحث کے متعلق شبہ یہ تھا کہ ان جدید حوالوں میں جن روشنیوں (ڈوڈیکل لائٹ اینڈ اسٹرونومیکل لائٹ) کا تذکرہ موجود ہے وہ انکے مدلول شرعی (یعنی ڈوڈیکل لائٹ صبح کاذب پر اور اسٹرونومیکل لائٹ صبح صادق) پر منطبق نہیں ہیں۔ تو اس شبہ کا جواب آنجناب کی طرف سے یہ ہونا چاہئے تھا کہ ان روشنیوں کو فجرین کی شرعی تعریفوں پر منطبق کرتے۔ نہ یہ کہ دلالت کو نظر انداز کر کے ان حوالوں میں اضافہ کیا جائے کیونکہ کسی دلیل کے عدم دلالت کی وجہ سے اس کی قلت و کثرت کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہوتا ہے۔

مزید برآں ان روشنیوں کے اثبات میں نزاع ہی نہیں ہے، اختلاف تو اس بات میں ہے کہ صبح کاذب اس (ڈوڈیکل لائٹ) میں منحصر ہے یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں صبح کاذب اس (بروجی) روشنی کو نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ یہ آنجناب کے قول کے نزدیک بھی (ص 29، 31، 58 اور ص 61 پر) صبح صادق (18 درجے والے) سے تقریباً 35 درجات سے لیکر 90 درجات تک مقدم ہے جس کا تقریباً 2، 3 گھنٹے سے زیادہ وقفہ بنتا ہے اور یہی محل شبہ ہے۔ اب جبکہ آنجناب کی کتاب صفحہ 32 اور 33 پر متقدمین کے اقوال اور ابتدائی بحث میں احادیث مبارکہ سے (صبح کاذب اور صادق کے درمیان) اتصال معلوم ہوا تو لامحالہ ثابت ہوا کہ صبح صادق سے خاصہ وقفہ پہلے نمودار ہوتی ہوئی ڈوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) صبح کاذب نہیں کہا جاسکتا۔ جب اس بروجی روشنی کا صبح کاذب ہونا باطل ہوا تو جناب کا دعویٰ اس پر مبنی ہونے کی وجہ سے بلا دلیل رہ گیا۔ لہذا اس صورت میں جناب کی طرف سے اس بروجی روشنی پر جدید حوالجات سینکڑوں نہیں ہزاروں کیوں نہ ہو جائیں صبح کاذب کی شرعی تعریف کے عدم انطباق کی وجہ سے کالعدم ہونگے۔ لہذا اب بھی قائلین 15 درجے کی طرف سے جناب سے یہ سوال بدستور باقی ہے کہ کتاب میں پیش کردہ بروجی روشنی کے اثبات میں جدید ماہرین کی عبارات اور کمپیوٹر کی مدد سے searching کا حوالہ دیتے ہوئے (۲۰۰۰) سے زائد عنوانات کی سب سے پہلے دلالت ثابت کریں.....؟

خلاصہ یہ کہ ڈوڈیکل لائٹ (بروجی روشنی) کو صبح کاذب اسلئے نہیں قرار دیا جاسکتا کہ یہ (بروجی روشنی) قائلین 18 کے نزدیک صبح صادق سے گھنٹوں پہلے نمودار ہوتی ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ روشنی سال میں صرف دو (2) ماہ (وسط اگست تا وسط ستمبر) میں ظاہر ہوتی ہے (صبح کاذب و صبح صادق ص 56) ایسی روشنی جو سال میں صرف دو مہینے نظر آئے اور باقی دس مہینے اس کا وجود ہی نہ ہو اور جن دو مہینوں میں نظر آتا ہو ان میں بھی صبح صادق سے گھنٹوں گھنٹوں پہلے ظاہر ہوتی رہے تو اس صورت میں اس روشنی سے (لا یغرنکم البیاض المستطیل... الحدیث) کے مطابق کس کو دھوکہ ہو سکتا ہے کہ یہ صبح صادق ہوگی؟ یعنی کوئی بھی ایسی روشنی کو صبح صادق کہہ کر دھوکہ میں نہیں پڑے گا۔ لہذا احادیث اور اقوال فقہاء کی رو سے بروجی روشنی کو صبح کاذب نہیں قرار دی جاسکتی ہے۔ اور چونکہ اس روشنی کے صبح کاذب ہونے پر جناب کا دعویٰ موقوف ہے اسلئے جناب کا دعویٰ بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

﴿۴﴾ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی کے حوالے سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کا ٹیلیفون پر رجوع کرنے سے محض آگاہ کرنا جناب کیلئے اثبات دعویٰ میں مفید نہیں ہے، کیونکہ یہ زیادہ سے زیادہ اثبات رجوع کی دلیل ہو سکتی ہے ولا نزاع فیہ۔

﴿۵﴾ آنجناب نے جواباً ارشاد فرمایا ہے کہ ”امداد الاحکام میں جو صبح کاذب کا وقت اٹھارہ درجے لکھا ہے اس کی بنیاد شرح چغیمینی ہے“ یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ امداد الاحکام کی بنیاد شرح چغیمینی ہو تو ہو، ہم نے تو احسن الفتاویٰ سے متعدد علماء کی عبارات جناب کی خدمت میں ارسال کی ہیں، جن میں شرح چغیمینی کے علاوہ بست للطوسی، مائتہ مسائل، حاشیہ مالا بدمنہ، تصریح اور شامی وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے باوجود جناب 18 درجہ صبح کاذب کی بنیاد شرح چغیمینی قرار دے رہے ہیں یہ فیصلہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ حالانکہ یہاں پر آنجناب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے ”اتنی بات کہ صبح کاذب اور صبح صادق میں (۳) درجات کا تفاوت ہے اسے میں بھی مانتا ہوں“ اس بیان سے تو وہ تمام حوالے صبح کاذب پر دلالت سے خارج ہو گئیں جن میں بروجی روشنی کا گھنٹوں پہلے ہونا تحریر ہے۔ لہذا آنجناب کی تحقیقی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ محو بالا تمام عبارات (جن میں صبح کاذب 18 اور صبح صادق 15 درجے تحریر ہے) کا مبنی ہونا باطل کریں۔

﴿۶﴾ جناب نے لکھا ہے کہ ”ہم نے اپنی کتاب میں مختلف لوگوں کے حوالے نقل کئے ہیں ہر بات ہماری اپنی نہیں ہے کہ جس کو بنیاد بنا کر اصل دعویٰ سے متضاد سمجھا جائے“ اس میں تو بہت کلام ہے کیونکہ اگر یہ حوالے دلیل کے طور پر نقل کئے گئے ہیں تو بقول جناب دعویٰ پر دال نہیں ہیں اور اگر دلیل کے طور پر بیان نہیں کئے گئے ہیں تو اس کا نقل کرنا جناب کے حق میں مفید نہیں ہیں اور نہ ہمارے اوپر حجت ہیں۔ البتہ جدید ماہرین کو حجت مان کر جناب کا دعویٰ اس سے کمزور ضرور ہو سکتا ہے۔

﴿۷﴾ ہم نے سوالنامہ میں یہ شبہ تحریر کیا تھا کہ احادیث اور اقوال فقہاء کی رو سے صبح کاذب اور صبح صادق میں اتصال معلوم ہوتا ہے جبکہ بروجی روشنی کا صبح صادق پر 2، 3 گھنٹے کا تقدم بالاتفاق مسلم ہے لہذا بروجی روشنی کو صبح کاذب قرار دینا درست نہ ہوا۔ تو اس کے جواب میں غالباً جناب نے غیر معتدل علاقوں میں صبح کاذب اور صبح صادق کے بارے میں استفتاء کا تذکرہ فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمائی ہے۔ ”یہ صفحات اسلئے پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ اندازہ لگالیں کہ آدھی دنیا میں ایسے علاقے ہیں جہاں نہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے نہ صبح کاذب اور بہت سے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں نہ سورج طلوع ہوتا ہے اور نہ چھ ماہ تک غروب۔ تو ان خطوں میں صبح صادق اور صبح کاذب کا اتصال یا متصل یا فصل کا ہونا یا نہ ہونا بے معنی ہے۔“ جناب کا یہ جواب غیر تسلی بخش ہے کیونکہ صبح کاذب اور صبح صادق موصوف اصل ہیں اور اتصال و عدم اتصال انکی صفات اور فرع ہیں، جب ذات موصوف ہی منثی ہے تو فرع اور صفت کہاں ممکن ہے لہذا یہ صورت حال بحث ہی سے خارج ہے اور پھر اسی پر قیاس (مع

الفارق) کرتے ہوئے ان علاقوں میں (جو غیر معتدل نہیں ہیں) بھی فجرین کا اتصال وعدم اتصال بے معنی قرار دینا صحیح احادیث اور اقوال فقہاء کے مقابلے قطعاً ناقابل التفات ہے۔ لہذا قائلین 15 درجے والوں کا فجرین کے درمیان اتصال اور عدم اتصال کی صورت میں بروجی روشنی کا صبح کاذب نہ ہونے کا سوال اب بھی باقی ہے.....

﴿۸﴾ مہربانی فرما کر ڈاکٹر کمال ابدالی صاحب کے خط کی (فوٹو) کافی ارسال فرمادیجئے۔

﴿۹﴾ جناب نے بزرگوں کی مشاہدات کے بارے میں تحریر فرمایا ہے ”ان حضرات کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ وہ جھوٹے اور غیر ذمہ دار تھے، ان پر سراسر الزم ہے“ جو اباً عرض ہے کہ ہم قطعاً یہ جرأت نہیں کر سکتے کہ ہم ان حضرات کے بارے میں یہ تصور بھی کر سکیں کہ چہ جائیکہ ان پر الزام لگائیں۔ شائد جناب نے ان حضرات کے ساتھ تحقیقی اختلاف کو ہی الزام کا نام دیا ہو تو اس بارے میں یہ بات ذہن نشین فرمائی جائے کہ علمی تحقیق کی بنیاد پر کسی کیساتھ اختلاف کرنا ان پر الزام لگانے کو مستلزم نہیں ہوتا ہے ورنہ اسلاف و متقدمین حضرات میں اس قسم کے اختلاف کی بے شمار مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں۔ ان اختلافات کو شاید جناب بھی ایک دوسرے پر (معاذ اللہ) الزام، ان کا غیر ذمہ دار ہونا یا ان کے بارے میں جھوٹا ہونا قرار نہ دے سکے۔ جناب نے خود اسی جوابی خط میں تحریر فرمایا ہے ”یہ حضرات ان فنی باتوں سے بھی قطعی ناواقف تھے۔۔۔۔۔“ جب ان حضرات کا اس فن سے ناواقفیت جناب کے نزدیک خود مسلم ہے تو جناب ہی سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اس صورت میں ان بزرگوں کے رجوع کی بنیاد کس چیز پر ہوگی.....؟ اگر اس کی بنیاد فنی تحقیق ہے تو وہ بقول جناب بزرگوں کے پاس تھی نہیں، اور اگر اس (رجوع) کی بنیاد تحقیق شرعی تھی تو اس کی جناب کے پاس دلیل نہیں۔ پھر ان کے رجوع سے کسی کا اختلاف کرنا کس دلیل کی مخالفت ہے اور یہ کیسے الزام میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ان حضرات کو ماہرین فی الفن نہ ہونے کی وجہ سے رجوع میں غلط فہمی ہوئی ہو تو یہ عین ممکن ہے اور اس صورت میں تو ان حضرات کی نیت پر کسی قسم کا شک کئے بغیر ان سے اختلاف واجب ہو جائیگا؟ لہذا اصولی طور پر یہ ہونا چاہئے کہ ان حضرات کا وہ فیصلہ زیادہ قابل اقداء ہو جو اس علم پر مبنی ہو جس میں یہ حضرات مہارت تامہ رکھتے تھے اور وہ ہے شریعت بیضاء کا علم۔ لہذا ان بزرگوں کا وہ فیصلہ جو اس (شرعی) علم پر مبنی ہو زیادہ قابل قبول ہوگا بنسبت اس فیصلے کے جو فن فلکیات و حسابات پر مبنی ہو جس میں جناب کے نزدیک بھی انکو بصیرت حاصل نہیں تھی۔ اور یہ بات اصولی طور پر آج جناب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ جیسا کہ جوابی خط میں تحریر فرمایا ہے ”کاش ان حضرات کو اس وقت کا مشاہدہ بھی کرا دیا جاتا جب سورج 18 درجہ زیر افق پر تھا۔ اس سے قطعی بات واضح ہو جاتی کہ صبح صادق 15 پر یا 18 درجہ پر کس پر نمودار ہوتی ہے۔ مگر وہاں قصہ ہی دوسرا تھا..... آگے تحریر فرماتے ہیں..... مشاہدہ میں یہ گیارہ علماء کرام کی جماعت زیر افق 18 درجہ کے لمحے کا مشاہدہ کر لیتے اور اس لمحہ پر صبح کاذب کا مشاہدہ کر کے ایک بیان بھی دے دیتے تو مزید کسی وضاحت کی قطعی ضرورت نہیں تھی مگر واللہ اعلم کیوں اس کے مشاہدے کی طرف رخ بھی نہ کیا“ جناب کے اس بیان سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ آپ کے نزدیک ان بزرگوں کا شرعی اصولوں کی بنیاد پر مشاہدہ ایک حکم کی حیثیت رکھتا ہے اور ساتھ آج جناب نے یہ بھی افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ان حضرات کو 18 درجے کے وقت کے مطابق مشاہدہ نہیں کرایا گیا ہے بلکہ اس کے بعد (یعنی فقط 15 درجے کے مطابق) (کرایا گیا ہے لہذا اس کا مقتضاء یہ ہے کہ اگر ان حضرات کا مشاہدہ بقول جناب 18 درجے کے مطابق ثابت کیا جائے تو وہ جناب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ اب آئیے دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوں نے کس وقت مشاہدہ فرمایا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ خود مشاہدات کی صورت حال تحریر فرماتے ہیں:

☆ ”ااجون، پھر ایک روشنی عرضاً پھیلنے والی افق کے اوپر شروع ہوئی، روشنی کا پورا تبیین جس پر سب دیکھنے والوں نے کا اتفاق کیا وہ تو 4:19

پر تھا اس روشنی کے اس سے کچھ پہلے ہونے کا بھی بعض کو شبہ رہا۔

☆ ”۱۲ جون، صبح کو تقریباً 3:30 بجے میدان میں سب حضرات پہنچ گئے اس وقت افق پر مشرق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی ٹھیک 4 بجے افق پر مخروطی طولانی روشنی نمودار ہوئی جسکو سب نے دیکھ کر صبح کا ذب قرار دیا اور اس کے 17 منٹ بعد یعنی 4:17 پر صبح صادق واضح طور پر مشاہدہ کی گئی اسی پر سب کا اتفاق رہا۔ طلوع آفتاب 5:35 منٹ پر ہوا۔

☆ ۱۳ جون، آج کراچی میں کورنگی سوکواٹر کے قریب مشرقی ساحل سمندر پر جا کر مشاہدہ کی کوشش کی گئی جس میں مفتی رشید احمد صاحب، مولانا محی الدین صاحب، مولانا عاشق الہی صاحب، مولوی محمد علی صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب اور احقر محمد شفیع شامل تھے۔ اتنا سب نے محسوس کیا کہ 4:11 جو وقت صبح صادق قدیم نقشوں میں آج کی تاریخ کا لکھا ہوا ہے اس وقت کسی قسم کی روشنی افق پر نہیں تھی۔ اس کے بعد وہ روشنی جس کو صبح کا ذب کہا جاسکتا ہے شروع ہوئی، پھر اس کے بعد صبح صادق کی معترضاً پھیلنے والی روشنی سامنے آئی۔“

ٹنڈ و آدم میں کراچی سے بمطابق مشاہدہ طلوع آفتاب، 9 منٹ اور بموافق حساب 10 یا 11 منٹ پہلے اوقات کا دخول ہونا چاہئے۔ لہذا ان دنوں پرانے نقشوں کے مطابق ٹنڈ و آدم کے اوقات یوں ہونا چاہئے:

طلوع آفتاب	صبح صادق	صبح کاذب	پرانے نقشوں کی مطابق اوقات
5:32 بجے	4:01 بجے		۱۱ جون
5:32 بجے	4:00 بجے		۱۲ جون

طلوع آفتاب	صبح صادق	صبح کاذب	اب مشاہدہ کی تفصیل ملاحظہ ہو:
5:32 بجے	4:19 بجے		۱۱ جون
5:32 بجے	4:17 بجے	4:00 بجے	۱۲ جون

(احسن الفتاویٰ ج ۲، ص ۱۷۶)

اب آنجناب کی خدمت مؤدبانہ گزارش ہے کیا یہ مشاہدات اس وقت (جبکہ سورج 18 درجے زیر افق ہو) میں نہیں جس پر حد درجہ افسوس کا اظہار فرمایا گیا ہے؟ یا کیا اس میں پرانے نقشوں کے مطابق صبح صادق کے وقت میں بزرگوں نے صبح کاذب کا اعلان نہیں کیا ہے؟... حالانکہ یہ حضرات مشاہدے کے مقام میں ساڑھے تین بجے پہنچ چکے تھے۔ اور انہوں نے مشاہدے کے موافق پرانے نقشوں میں صبح صادق کے وقت میں، بجائے صبح صادق کے، نمودار ہونے والی صبح کاذب کا اعلان بھی کر دیا..... تو پھر جناب کے خود مسلم اصول کہ ”مشاہدہ میں یہ گیارہ علماء کرام کی جماعت زیر افق 18 درجہ کے لمحے کا مشاہدہ کر لیتے اور اس لمحہ پر صبح کاذب کا مشاہدہ کر کے ایک بیان بھی دے دیتے تو مزید کسی وضاحت کی قطعی ضرورت نہیں تھی“ کا کیا مطلب ہوا....؟

﴿۱۰﴾ آخر میں یہ فقیر عرض پرداز ہے کہ ناچیز کے ناقص فہم کے مطابق پہلے سوالات کے جوابات اب بھی باقی ہیں۔ اگرچہ آنجناب نے

ارسال کردہ جوابی خط میں ان میں سے بعض سوالات کے جوابات دینے کی کوشش فرمائی ہے لیکن فہم ناقص نے ان کو غیر تسلی بخش سمجھ کر ان پر مزید شبہات وارد کئے جن کو اس خط میں جناب کی خدمت میں ارسال کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ بے علم چونکہ فقہ اسلامی کے ایک طالب علم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے، شائد اسی لئے جناب کی جوابی وضاحت کو نہ سمجھ سکا ہوا لہذا کلام میں کم فہمی کی وجہ سے اختصار کی بجائے طوالت پر انتہائی معذرت خواں ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات اس بے علم کا یہ عذر قبول فرما کر تسلی بخش جوابات سے سرفراز فرمائیں گے۔

احقر شوکت علی قاسمی صوابوی ۲۲ محرم ۱۴۲۷ھ

از طرف شوکت علی

(یہ اس فقیر کی جانب سے تیسرا خط ہے بنام پروفیسر عبداللطیف صاحب)

باسمہ تعالیٰ

جناب محترم پروفیسر عبداللطیف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہم نے آنجناب کی طرف سے ارسال کردہ جوابی خط کے جواب میں ایک سوالنامہ ارسال کیا تھا جس کے جواب میں آنجناب نے (بجائے اپنے ارشادات پر مشتمل جوابات کے) سید شبیر احمد کا کاخیل کی کتاب فہم فلکیات کے چند صفحات فوٹو سٹیٹ کروا کر ارسال فرمادیئے۔ اور اپنے ذاتی بیان سے اتنا صرف نظر فرمایا کہ اس فقیر کو سلام تک نہیں تحریر فرمایا۔

اس کے بارے میں چند گزارشات معروض خدمت ہیں۔ جیسا کہ آپ حضرات اس ناکارہ سے بہت زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ یہ بحث و تمحیص چوتھوں نکتہ اوقات صلوٰۃ کے بارے میں ہو رہی تھی لہذا شریعت میں اسکی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی فرض نماز کی ہے۔ اور جتنی وعید اور تنبیہ نماز مکتوبہ سے غفلت اور اداء نہ کرنے پر ہے اتنی ہی ایک وقت کی نماز دوسرے وقت میں پڑھنے پر ہوگی۔

ہم نے جناب سے استفسار کیا کہ ہمیں حضرت مفتی مرحوم کی تحقیق کے مطالعہ، اور چند احباب کی شمولیت کے ساتھ چند مشاہدات کے بعد پرانے اوقات نماز کے نقشہ جات غلط معلوم ہوئے۔ اس دوران ہمارے ایک بزرگ کے ارشاد پر ہم نے آنجناب کی تحقیق ”صبح صادق و صبح کا ذب“ کا الحمد للہ مطالعہ کیا لیکن اس پر فہم ناقص نے چند شبہات وارد کئے جن کو سوالات کی صورت میں تحریر کر کے جناب کی خدمت میں ارسال کئے، تاکہ شبہات و اعتراضات کا ازالہ ہوتے ہوئے آنجناب کا دعویٰ ثابت ہو جائے۔

اسی پہلے خط اس کے جواب میں آنجناب نے وضاحتی بیان فرماتے ہوئے تقریباً تین صفحات پر مشتمل تحریر ارسال فرمایا۔ اگرچہ اس میں آنجناب نے ہمارے شبہات کو حل کرنے کی کوشش کی ہوگی مگر وہ ہمارے خیال میں ان سوالات کیلئے ناکافی ہیں۔ ان دونوں پرچوں (ہمارے سوالات اور جناب کے جواب نامہ) کو اگر سامنے رکھے جائیں تو کوئی بھی منصف مزاج شخص انشاء اللہ اس بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوگا کہ جناب کا بیان ان سوالات کا جواب قرار دے دیں لہذا آنجناب کے اس جواب سے یہ ناچیز غیر مطمئن ہی رہ گیا۔ اس عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس عاجز نے دوبارہ آنجناب کی خدمت میں رجوع کو ضروری سمجھا۔ چونکہ ایک ماہر شخصیت کی طرف سے جوابی بیان پر شبہات کو درج کرنا تھا لہذا بظاہر اسکی صورت تنقیدی کلام بن گئی اور اسی کو جناب کی خدمت میں ارسال کر دیا گیا۔ اسکے علاوہ اسی دوبارہ رجوع کا باعث یہ بھی بن گیا کہ

جناب نے ارسال کردہ جواب میں اس فقیر سے ان الفاظ کیساتھ مطالبہ کیا تھا ”مہربانی فرما کر اس ناچیز سے اس سلسلے میں ہو سکے رابطہ فرمائیں میری خواہش ہے کہ ایک جغرافیہ کے طالب علم کی حیثیت سے اس عنوان پر آپ سے تبادلہ خیالات بھی کروں جو کچھ میں سمجھ سکا آپ کی خدمت میں عرض کروں اور میں کچھ سیکھ سکوں ہی“ اس دوسرے خط میں ہم نے جناب سے اتنا عرض کیا تھا::

(۱) کہ جب تک آپ ہمارے خط نمبر ایک میں مندرجہ تمام سوالات کا جواب نہیں فرمائینگے تو آپ کا دعویٰ ان دلائل مندرجہ سے ثابت نہیں ہو سکتا...
(۲) دوسرا یہ کہ اہل علم اس حقیقت کو خوب جانتے ہیں کہ فقہاء نے کسی اختلافی مسئلے میں اُس وقت تک اپنی دلیل تام ہی نہیں سمجھی جب تک فریقِ مخالف کے استدلالات سے جواب نہ کیا ہو۔ بے شک وہ جواب ضعیف کیوں نہ ہو لیکن ہوگا ضرور۔ تو اس حوالے سے ہم نے آنجناب سے عرض کیا کہ آپ حضرت مفتی رشید احمد صاحب کے پیش کردہ دلائل سے جوابات فرمادیتے.....

لیکن ان مسلم اصولوں اور اس عاجز (راقم) کی امید کے بالکل برعکس آنجناب نے جوابات تو کیا کوئی مشورہ بھی نہیں ارشاد فرمایا۔ باوجودیکہ آنجناب نے ارسال کردہ جوابی خط کے آخر میں اس فقیر کو رابطے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے ”انشاء اللہ باقی آئندہ“ کے الفاظ بھی تحریر فرمائے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب اس بحث و تمحیص میں دلچسپی رکھتے تھے۔

حالانکہ اس قسم کی بحث میں :::

- (۱) یا اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہوئے فریقِ مخالف کے استدلالات کو مضبوط دلائل سے رد کرنا پڑتا ہے۔
- (۲) اور یا اسکی تحقیق کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے دعوے سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔
- (۳) ہاں ان کے درمیان ایک اور صورت کی گنجائش (جسکی اگر ماہرین فقہ اجازت فرمائے تو) یہ ہو سکتی ہے کہ چونکہ ایسے مسائل میں کسی محقق کی تحقیق حجت شرعی ہو کر واجب الاتباع بھی نہیں ہوتی ہے لہذا اگر اپنے دعوے سے رجوع پر شرح صدر نہ ہو تو نہ سہی مگر اسکی تحقیق کا اعتراف ضرور کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہاں آنجناب نے ان میں سے کسی بھی طریق کو اختیار نہیں فرمایا۔ کیونکہ جو دلائل جناب نے تحریر فرمائے ہیں ان پر ہم نے کلام کر کے جناب کی خدمت میں ارسال کیا لیکن جناب نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ارشاد فرمایا۔ لہذا پہلی شق اختیار کرتے ہوئے جناب کے دلائل معارضہ سے سالم نہ ہو سکیں۔ اسی طرح دوسری شق کو لیتے ہوئے جناب نے حضرت مفتی کے حوالہ جات کے جوابات تو دور کی بات ہے ان کا تذکرہ ہی نہیں فرمایا۔ اور جہاں تک تیسری شق کا تعلق ہے وہ تو اس بات سے ظاہر ہے کہ جناب نے ارسال کردہ لفافے میں اس فقیر کو مخاطب کر کے اپنی طرف سے ایک حرف بھی تحریر فرمایا۔

جہاں تک جناب کی طرف سے محترم جناب سید شبیر احمد کا کاخیل صاحب کی کتاب کے صفحات کی بات ہے۔ وہ جناب کی تحقیق اور استدلال سے ہٹ کر ایک مستقل نوعیت کو متضمن ہیں اگرچہ آپ دونوں حضرات کا دعویٰ ایک ہے۔ اس پر انشاء اللہ العزیز غور کیا جائے گا اگر کلام کی ضرورت ہوئی بھی، تو اس کی نوعیت الگ ہوگی۔ ان صفحات کا آنجناب کی تحقیق پر وارد شدہ شبہات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات ان گزارشات پر غور فرماتے ہوئے اس فقیر کو دوبارہ جوابات سے محروم نہیں فرمائینگے۔

آپ کیلئے دعا گو: شوکت علی قاسمی

محکمہ خیل گاؤں وڈا کنانہ صوابی، تحصیل و ضلع صوابی، یکم ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

مگر آج ۱۳ صفر ۱۴۳۲ھ (بمطابق 17-01-2011) تک اس حوالے سے جوابی طور پر کوئی خط نہیں آیا (قاسمی)